...ں کی ضرورت

اللہ تعالیٰ نے انسان کو دنیا میں اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا اور انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لیے بے شمار نبی بھیجے اور یہ پاک ہستیاں اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق انسان کی رہنمائی کرتی رہیں اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچاتی رہیں۔ اس سلسلے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے پیارے اور آخری رسول ﷺ ہیں۔ آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک تمام انسانوں اور زمانوں کے لیے ہے۔

پیدائش و پرورش

حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ قریش کے معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؐ کے دادا عبدالمطلبؓ عرب کے شہر مکہ کے سردار تھے۔ آپ کے والد ماجد کا نام عبداللہؓ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ تھا۔ آپ ﷺ کے والد آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ ۲۲ اپریل ۵۷۱ء کو پیدا ہوئے۔ دادا نے آپ کا نام محمد (ﷺ) اور والدہ ماجدہ نے احمد (ﷺ) رکھا۔ عرب کے رواج کے مطابق آپ ﷺ کی پرورش حضرت حلیمہ سعدیہؓ کی نگرانی میں دیہات میں ہوئی۔ چھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کی والدہ وفات پا گئیں اور آپ ﷺ کے دادا نے آپ ﷺ کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ آٹھ سال کی عمر میں آپ ﷺ کے دادا جان بھی وفات پا گئے اور اب آپ ﷺ کی پرورش آپ ﷺ کے چچا حضرت ابو طالبؓ کے سپرد ہوئی۔ وہ اپنی اولاد سے بڑھ کر آپ ﷺ کی خبر گیری کرتے تھے۔

جوانی

آپ ﷺ کی جوانی بھی آپ ﷺ کے بچپن کی طرح نہایت پاکیزہ تھی۔ نہ کبھی کسی کے ساتھ جھگڑا کیا نہ بیہودہ کھیل کود میں شریک ہوئے۔ البتہ آپؐ نیزہ بازی، شمشیر زنی اور گھڑ سواری جیسے مجاہدانہ کھیلوں میں حصہ لیتے تھے۔ غریبوں اور بے کسوں کی مدد کرنا آپ ﷺ کا شیوہ تھا:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

آپ ﷺ کی صداقت و دیانت کے باعث مکے کے لوگ آپ ﷺ کو "صادق" اور

''امین'' کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنے چچا حضرت ابو طالبؓ کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا۔ خانہ کعبہ دوبارہ تعمیر ہوا تو حجرِ اسود نصب کرنے کے موقع پر قبائل میں لڑائی کی نوبت آ گئی لیکن آپ ﷺ نے ایسی عمدگی سے یہ مسئلہ حل کیا کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔

حضرت خدیجہؓ سے نکاح

مکے کی ایک مالدار بیوہ خاتون حضرت خدیجہؓ طاہرہ کا وسیع کاروبار تھا۔ انھوں نے جب حضور ﷺ کی دیانت و امانت کے بارے میں سنا تو آپ ﷺ کو مالِ تجارت کے ساتھ ملک شام کو بھیجا۔ آپ ﷺ نے تجارت میں خوب نفع حاصل کیا۔ حضرت خدیجہؓ آپ ﷺ کے اخلاق و کردار سے بہت متاثر ہوئیں اور آپ ﷺ کو شادی کی دعوت دی۔ آپ ﷺ نے یہ پیغام قبول فرما لیا اور اس طرح آپ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہؓ سے ہو گئی اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔ انھوں نے اپنے سارے مال کا آپ ﷺ کو مختار بنا دیا۔

اعلانِ نبوت

حضرت خدیجہؓ سے نکاح کے بعد آپ ﷺ کچھ عرصہ کاروبار میں مصروف رہے اور پھر غور و فکر اور عبادت کے لیے غارِ حرا میں چلے جایا کرتے اور کئی کئی دن وہاں گزارتے تھے۔ جب آپ ﷺ کی عمر چالیس برس ہوئی تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا رسول ﷺ مقرر فرمایا اور آپ ﷺ کے ذمے یہ کام لگایا کہ لوگوں کو گمراہی سے نکال کر ہدایت کا راستہ دکھائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے نبوت کا اعلان فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچانا شروع کر دیا۔

اُتر کر حرا سے سوئے قوم آیا　　اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

(حالیؔ)

زبردست مخالفت و مظالم

عرب کے لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ انھوں نے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت رکھے ہوئے تھے۔ اسی طرح وہ اور بھی بہت سی برائیوں میں مبتلا تھے۔ جب آپ ﷺ نے اللہ کی توحید کی تبلیغ کی اور انھیں برے طور طریقے چھوڑنے کی تلقین کی تو وہ لوگ آپ ﷺ کے زبردست مخالف بن گئے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے صحابہؓ پر مظالم کی انتہا کر دی اور لالچ ڈر اور خوف دلا کر آپ ﷺ کو اسلام کی تبلیغ سے روکنا چاہا لیکن آپ ﷺ ثابت قدمی سے دینِ حق کی تبلیغ فرماتے رہے۔

ہجرت مدینہ جب کفار مکہ کی طرف سے مظالم کی انتہا کر دی گئی تو آپؐ اپنے جان نثار ساتھیوں کے ہمراہ مدینے کی طرف ہجرت فرما گئے۔ مدینے کے کچھ لوگ پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔ انھوں نے آپؐ کی بھی ہر ممکن تائید و حمایت کی اور اس طرح مدینہ منورہ میں اسلامی معاشرہ قائم ہوا۔ اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی اور اسلام ترقی کرنے لگا۔

فتح مکہ اس کے بعد مکہ والوں سے کئی لڑائیاں ہوئیں اور آخر ۸ھ میں حضور ﷺ نے دس ہزار صحابہؓ کے ساتھ مکے پر چڑھائی کی اور اسے بآسانی فتح کر لیا اور اب مکہ مسلمانوں کے قبضے میں آ گیا، لوگ دھڑا دھڑ اسلام قبول کرنے لگے اور پورے عرب میں اسلام غالب آ گیا۔

وفات ۹ھ میں حضور ﷺ نے ایک لاکھ صحابہ کرامؓ کے ہمراہ حج ادا کیا اور اس موقع پر تاریخی خطبہ دیا۔ ۱۱ھ میں حضور ﷺ بخار میں مبتلا ہوئے اور پیر کے روز ۱۲ ربیع الاول کو اپنی جان خالق حقیقی کے سپرد کر دی۔ آپ ﷺ کا روضہ اقدس مدینہ منورہ ہے۔

تعلیماتِ نبویؐ

آپ ﷺ نے توحید، مساوات، اخوت، محبت اور بھائی چارے کا درس دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ "تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔" آپ ﷺ نے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کا احترام سکھایا۔ آپ ﷺ نے اللہ اور بندوں کے حقوق پر زور دیا۔ آپؐ نے تقویٰ اور پرہیزگاری کی راہ دکھائی۔ آپ ﷺ نے اصلاح نفس پر زور دیا اور ہر شخص کو اپنے اعمال کا ذمہ دار ٹھہرایا۔ آپ ﷺ کے ارشاد کے مطابق اسلام کی بنیاد پانچ باتوں پر ہے۔ کلمہ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج۔ آپؐ کی تعلیمات پر عمل انسان کی نجات اور حقیقی کامیابی کا ذریعہ ہے۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنی ایک طویل نظم "جواب شکوہ" میں اللہ تعالیٰ کی ترجمانی کرتے ہوئے فرماتے ہیں

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

(اقبالؒ)

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ کے تاریخی شہر میں ۹ نومبر ۱۸۷۷ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کے آباء اجداد کا وطن کشمیر ہے آپ کے والد شیخ نور محمد ایک دین دار اور صوفی انسان تھے۔ والدہ بھی نہایت دین دار خاتون تھیں۔ اس طرح آپ کی زندگی پر والدین کی تربیت کا گہرا اثر پڑا۔

ابتدائی تعلیم

عام مسلمان بچوں کی طرح علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی سب سے پہلے دینی مدرسہ میں عربی کی تعلیم حاصل کی۔ پانچ سال کی عمر میں مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں داخلہ لیا۔ یہاں آپ نے پرائمری اور میٹرک میں وظائف حاصل کیے۔ میٹرک پاس کرنے کے بعد مرے کالج سیالکوٹ میں داخل ہوئے اور وہاں سے ایف اے کیا۔

شمس العلماء مولوی میر حسن

سیالکوٹ میں آپ کو مولوی میر حسن جیسے شفیق اور لائق استاد مل گئے، جن سے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے عربی فارسی اور اسلامیات کی تعلیم حاصل کی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد کا بے حد احترام کرتے تھے اور آپ ہی کے مشورے پر حکومت نے مولوی صاحب کو شمس العلماء کا خطاب دیا۔

لاہور میں تعلیم

سیالکوٹ سے ایف اے کرنے کے بعد علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے لاہور چلے آئے۔ یہاں گورنمنٹ کالج سے بی اے اور ایم اے کے امتحان پاس کیے۔ ایم اے کے امتحان میں آپ پنجاب بھر میں اول رہے۔ یہاں آپ کو انگریز پروفیسر آرنلڈ جیسے لائق استاد سے فائدہ اٹھانے کا موقع ملا۔

پروفیسری

ایم اے کرنے کے بعد آپ کچھ عرصہ اورینٹل کالج اور گورنمنٹ کالج میں پروفیسر رہے لیکن بہت جلد آپ نے یہ ملازمت چھوڑ دی کیونکہ آپ مزید تعلیم حاصل کرنا چاہتے تھے۔ آپ نے اس زمانے میں شعر و شاعری بھی شروع کر دی۔

سفرِ یورپ

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لیے ۱۹۰۵ء میں یورپ روانہ ہوئے اور تین سال تک وہاں قیام کیا۔ یہ سفر آپ کے لیے بہت مفید ثابت ہوا۔ آپ نے مغربی تہذیب کا قریب سے مطالعہ کیا اور اسلام پر آپ کا عقیدہ اور بھی پختہ ہو گیا۔

وطن واپسی

۱۹۰۸ء میں آپ وطن واپس آ گئے اور لاہور میں قیام کیا آپ کچھ عرصہ وکالت کرتے رہے لیکن اسے مستقل پیشہ نہ بنایا۔ آپ نے اپنی شاعری کو مسلمان قوم کو بیدار کرنے کے لیے استعمال کیا۔ آپ نے ایک قومی شاعر کی حیثیت سے بڑی شہرت حاصل کی۔ آپ کے ولولہ انگیز کلام نے مسلمانوں میں نیا جوش پیدا کر دیا

ایک ولولہ تازہ دیا میں نے دلوں کو　　لاہور سے تا خاکِ بخارا و سمرقند

تصورِ پاکستان

۱۹۳۰ء میں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ آل انڈیا مسلم لیگ کے صدر منتخب ہوئے۔ آپ نے الہ آباد کے مقام پر جو خطبہ دیا اس میں پہلی مرتبہ ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک آزاد وطن کا مطالبہ کیا۔ یہ گویا پاکستان کے قیام کا پہلا مطالبہ تھا۔ اسی لیے آپ کو مفکرِ پاکستان کہا جاتا ہے۔

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ آپس میں گہرے دوست تھے۔ دونوں نے مسلمانوں کی بڑی خدمت کی۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کو بہت مفید اور عمدہ مشورے دیے۔ قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بھی علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی بہت قدر کرتے تھے اور ان کی تصانیف کو بے حد قیمتی سرمایہ سمجھتے تھے۔

پیغامِ شاعری

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ عام قسم کے شاعر نہیں تھے۔ آپ کی شاعری نے ایک عظیم انقلاب پیدا کر دیا۔ مسلمان قوم خوابِ غفلت میں سوئی ہوئی اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی تھی۔ آپ نے اسے بیداری، آزادی اور حریت کا پیغام دیا اور اس میں ایک نئی روح پھونک دی۔ آپ نے مسلمانوں کو اپنا کھویا ہوا مقام پھر سے حاصل کرنے کا احساس دلایا اور تمام دنیا کے مسلمانوں کو

متحد ہونے کی اپیل کی۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر

پھر آپ نے یہ بھی کہا

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

وفات

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۱ اپریل ۱۹۳۸ء کو وفات پائی۔ لاہور میں آپ کا مزار بادشاہی مسجد لاہور کے صدر دروازے کے باہر ہے۔ جہاں شاہ و گدا نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

تصانیف

آپ کا کلام اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں ہے۔ بانگ درا، بال جبریل اور ضرب کلیم اردو کے مجموعے ہیں۔ ارمغان حجاز کا کچھ حصہ اردو میں ہے اور کچھ فارسی میں۔ پیام مشرق، زبور عجم، جاوید نامہ، اسرار خودی، اور رموز بے خودی فارسی میں ہیں۔ آپ نے نثر میں بھی کچھ کتابیں لکھی ہیں۔

نمونہ کلام

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوق یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

پیدائش

بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ ۲۵ دسمبر ۱۸۷۶ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پونجا جناح کاٹھیاواڑ کے رہنے والے تھے۔ وہ کراچی میں چمڑے کا کاروبار کرتے تھے اور وہاں کے بڑے تاجروں میں شمار ہوتے تھے۔ محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کی پرورش بڑے ناز و نعم سے ہوئی۔

ابتدائی تعلیم

محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کو چھ برس کی عمر میں کراچی کے ایک سکول میں داخل کروا دیا گیا۔

...نے ایک سال ممبئی (بمبئی) کے ایک سکول میں تعلیم حاصل کی۔ اگلے سال وہ کراچی آ گئے
...مدرسۃ الاسلام ہائی سکول میں داخلہ لیا۔ ۱۸۹۱ء میں وہ مشن ہائی سکول کراچی میں داخل
...اور یہاں سے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ اس وقت آپ کی عمر سولہ سال تھی۔

...آپ کے والد آپ کو اپنے کاروبار میں لگانا چاہتے تھے لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔
...کے والد نے اپنے ایک انگریز دوست کا مشورہ قبول کیا اور اپنے ہونہار بیٹے کو قانون کی اعلیٰ
...کے لیے انگلستان بھجوا دیا۔ آپ نے وہاں ایک ادارے "لنکن ان" میں داخلہ لیا۔ کیونکہ اس
...گیٹ پر دنیا کے مشہور قانون دانوں کے نام لکھے تھے۔ اور ان میں رسول اکرم ﷺ کا نام
...درج تھا، آپ نے وہاں بیس سال کی عمر میں وکالت کا امتحان پاس کیا۔

...کا دور
جن دنوں آپ انگلستان میں تھے، آپ کے گھریلو حالات خراب ہونا شروع ہو گئے۔
...آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا اور والد کو زبردست نقصان اٹھانا پڑا۔ ان کی مالی حالت بگڑ چکی تھی
...نوجوان محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ نے واپس آ کر ان حالات کا ہمت اور حوصلے سے مقابلہ کیا اور کراچی
...وکالت شروع کر دی۔

...(بمبئی) میں وکالت

کراچی میں آپ کی وکالت نہ چل سکی، اس لیے آپ ممبئی چلے گئے۔ ابتدائی تین
...سالوں میں کوئی خاص مقدمہ نہ ملا، اس لیے آپ کو بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے
...ہمت نہ ہاری۔ آخر آپ کو کچھ عرصے کے لیے مجسٹریٹ کے عہدے کی پیشکش ہوئی اور آپ کی
...قابلیت کی بنا پر آپ کو پندرہ سو روپے ماہوار کی تنخواہ پیش کی گئی۔ آپ نے شکریہ ادا کرتے ہوئے
...کہا کہ میں اتنی رقم روزانہ کمانا چاہتا ہوں۔ جلد ہی آپ کی وکالت چمک اٹھی اور آپ کا شمار چوٹی
...کے وکیلوں میں ہونے لگا۔ ایک دفعہ مقدمے کی پیروی کے دوران میں مجسٹریٹ نے آپ سے کہا
"آپ کسی تھرڈ کلاس مجسٹریٹ سے مخاطب نہیں۔" آپ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا "مائی لارڈ!
آپ بھی کسی تھرڈ کلاس وکیل سے مخاطب نہیں ہیں۔"

...سیاست میں حصہ
آپ نے انگلستان کے زمانۂ طالب علمی ہی سے سیاست میں دلچسپی لینا شروع کر دی

تھی۔ وطن واپس آ کر آپ کانگریس میں شامل ہو گئے۔ ممبئی کے مسلم حلقے سے مرکزی کونسل کے رکن منتخب ہوئے اور اپنی قابلیت کا لوہا منوایا۔ شروع شروع میں آپ کو ہندو مسلم اتحاد کا سفیر سمجھا جاتا تھا۔ آپ کی جرأت اور بے باکی کے اعتراف کے طور پر اہلِ ممبئی نے ''جناح ہال'' تعمیر کیا۔

مسلم لیگ میں شمولیت

جلد ہی آپ نے محسوس کیا کہ کانگریس صرف ہندوؤں کی نمائندہ جماعت ہے، جسے مسلمانوں کی بہتری کا کوئی خیال نہیں چنانچہ آپ مسلم لیگ میں شامل ہو گئے اور اس کے صدر بن گئے۔ آپ کی ولولہ انگیز رہنمائی کی وجہ سے مسلم لیگ جلد ہی مسلمانوں کی مضبوط ترین سیاسی جماعت بن گئی۔

ملت کا پاسباں ہے محمد علی جناح ملت ہے جسم، جاں ہے محمد علی جناح

علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ اور قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ

جب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ یہاں کے حالات سے مایوس ہو کر واپس انگلستان چلے گئے تو دوسرے رہنماؤں کے علاوہ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے بھی انھیں وطن واپس آنے پر تیار کیا۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو لکھا کہ ''اس وقت مسلمانوں پر نازک وقت ہے۔ آپ ہی ان کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔'' قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کا مشورہ قبول کر لیا اور وطن واپس آ گئے۔

دو قومی نظریہ

ہندوؤں نے ایک قومی نظریہ پیش کیا یعنی ہندوستان میں صرف ایک قوم بستی ہے اور وہ ہے ہندو قوم۔ ہندو انگریز کے جانے کے بعد اکیلے ہی اس ملک پر حکومت کرنا چاہتے تھے۔ پنڈت نہرو نے دعویٰ کیا کہ ہندوستان میں صرف دو طاقتیں ہیں۔ ایک کانگریس اور دوسری انگریز۔ لیکن قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اعلان کیا کہ ''یہاں مسلمانوں کی ایک تیسری قوت بھی ہے۔ مسلمان، مذہب، تاریخ، لباس، تہذیب، زبان غرض ہر لحاظ سے ہندوؤں سے الگ قوم ہیں۔ یہاں تک کہ ہندو گائے کو پوجتے ہیں اور مسلمان گائے کا گوشت کھاتے ہیں تو پھر دونوں قومیں کس طرح اکٹھی رہ سکتی ہیں۔'' یہی دو قومی نظریہ قیامِ پاکستان کی بنیاد بنا۔

قراردادِ پاکستان

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت

...re used in solv...
...working with...
...s.

...ہوا جس میں تاریخی قرارداد پاکستان منظور ہوئی۔ اس قرارداد میں مطالبہ کیا گیا کہ
...کہ جن علاقوں میں مسلمان اکثریت میں ہیں، انھیں ملا کر ایک الگ ریاست قائم کر
...ہندوستان کے تمام مسلمان اس قرارداد کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوئے۔

...کستان

آخر کار برصغیر کے مسلمان قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی ولولہ انگیز رہنمائی میں سات سال کے
...ے میں اپنے لیے الگ وطن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو
...دنیا کی عظیم ترین اسلامی سلطنت کی صورت میں دنیا کے نقشے پر ظاہر ہوا۔ قائداعظم
...کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ آپ نے دن رات سخت محنت کی اپنی بیماری کی بھی پروا
...پاکستان کی بنیادیں مضبوط بنا دیں۔

سال ہا سال کی مسلسل محنت سے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کی صحت بہت خراب ہو چکی تھی۔ وہ
...کی حالت میں بھی لگاتار محنت کرتے رہے جس کے نتیجے میں آپ ۱۱ ستمبر ۱۹۴۸ء کو وفات
...۔ آپ کا مزار کراچی میں ہے۔

...قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ

آپ کا پیغام تھا ''ایمان، اتحاد، نظم''۔ آپ نے فرمایا ''ہم نے پاکستان اس لیے
...کیا تھا کہ اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنائیں۔ ہمارا آئین بنا بنایا چودہ سو سال سے موجود ہے
...قرآن مجید''

...ہم لائے ہیں طوفان سے کشتی نکال کے
اس ملک کو رکھنا میرے بچو سنبھال کے

...کونسل کے
...د کا سفیر سمجھا
...تعمیر کیا۔

...ہے، جسے
...کے صدر بن
...جماعت

...ح

...چلے گئے تو
...یا۔ علامہ
...رہنمائی
...آ گئے۔

...ہے اور وہ
...تے تھے۔
...دوسری
...ہے۔

ابھی چڑیا گھر میں اور بھی کئی جانور دیکھنے کو رہ گئے تھے لیکن اب نمازِ جمعہ کا وقت ہو رہا تھا
شروبات سے تازہ دم ہوئے اور گھر واپس آ گئے۔ چڑیا گھر کی یہ سیر مجھے کبھی نہیں

کسی تاریخی مقام کی سیر

ہمارے سکول میں ہر سال بچوں کو کسی نہ کسی تاریخی مقام کی سیر کرائی جاتی ہے۔ اس
معلومات میں اضافہ ہوتا ہے اور تفریح سے ذہنی سکون ملتا ہے۔ پچھلے مہینے ہمارے اردو کے
اچانک یہ خوش خبری سنائی کہ چھٹی جماعت کے بچوں کو مقبرۂ جہانگیر کی سیر کرانے کا
پروگرام بنایا گیا ہے، اس لیے آئندہ جمعہ تک ہر طالب علم اپنے والد یا سرپرست سے تحریری
اجازت لے لے۔

تمام طالب علم جمعہ کو صبح آٹھ بجے سکول پہنچ گئے۔ موسم خوش گوار تھا اور آسمان پر ہلکے
بادلوں کی وجہ سے ہوا میں لطافت تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد بس پہنچ گئی اور ہم چالیس طلبہ
بس میں سوار ہو گئے۔ ہمارے ہمراہ اردو اور معاشرتی علوم کے استاد بھی تھے جبکہ ہیڈ ماسٹر
صاحب مطالعاتی دورے کی نگرانی کر رہے تھے۔ بس شہر کی مصروف سڑکوں سے گزرتی ہوئی
مقبرۂ جہانگیر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مقبرۂ جہانگیر

ہم آدھے گھنٹے میں مقبرۂ جہانگیر پہنچ گئے۔ اُستاد صاحب نے طلبہ کے لیے ٹکٹ حاصل

کیے اور ہم سب مقبرے کے احاطے میں داخل ہو گئے۔ مقبرے کی عمارت سرخ وسفید سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے۔ مقبرہ چار بڑے میدانوں پر مشتمل ہے جو مغلیہ دور کے فن تعمیر کی عظمت کی گواہی دے رہا ہے۔

سیر اور پارٹی

ہم نے پورے حصے کی جی بھر کر سیر کی۔ مقبرے کی خوب صورت فضا دل کو بڑی اچھی لگی۔ ٹھنڈے موسم میں چلنے پھرنے اور خوش گپیاں کرنے کا بڑا مزہ آیا۔ سیر کے بعد سکول کی طرف سے پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ پھل اور جوس وغیرہ کا انتظام ایک روز قبل ہی کرایا گیا تھا البتہ گرم گرم چائے اور آلو کے قتلے کنٹین سے منگوائے گئے۔

پہیلیاں اور لطیفے

پارٹی کے دوران میں ہیڈ ماسٹر صاحب نے ہر طالب علم سے کہا کہ جس کو اچھا سا لطیفہ یاد ہو وہ سنائے۔ چند طلبہ نے لطیفے سنائے لیکن مجید اور اکبر نے پہیلیاں بیان کیں۔ خوش قسمتی سے میں ساری پہیلیاں بوجھ گیا۔ ہمارے اردو کے استاد نے خوش ہو کر مجھے بیس روپے انعام دیا۔

بارش

اسی اثنا میں ہلکی ہلکی بارش ہونے لگی۔ دوپہر کے دو بج چکے تھے، اس لیے ہیڈ ماسٹر صاحب نے فرمایا کہ بارش تیز ہونے سے پہلے پہلے سب طالب علم بس میں سوار ہو کر اپنی اپنی سیٹ سنبھال لیں۔ ہم نے فوراً حکم کی تعمیل کی۔ سب طلبہ بس میں بیٹھ چکے تو بارش واقعی تیز ہو گئی۔

واپسی

ڈرائیور واپسی پر بس آہستہ آہستہ چلا رہا تھا۔ بعض کھڑکیوں کے شیشے ٹوٹے ہوئے تھے اس لیے بارش کے چھینٹے اندر آنے لگے۔ بعض طلبہ کے کپڑے تو بھیگ گئے لیکن سب نے اس میں بھی لطف اٹھایا۔ ہم تالیاں بجاتے، گانے گاتے اور ہلکی پھلکی لطیفے بازی کرتے ہوئے سوا تین بجے سکول واپس پہنچ گئے۔ بارش بھی تھم گئی۔ ہم خوشی خوشی اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ یہ تفریحی سفر مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

میلا چراغاں

تمہید

میلے کا لفظ میل ملاپ کے معنی دیتا ہے۔ چونکہ اس موقع پر مختلف علاقوں کے لوگ آپس میں ملتے ہیں، اس لیے اسے میلا کہتے ہیں۔ ان میلوں کا رواج ہر ملک میں ہے یہ میلے عام طور پر بزرگوں کے مزاروں پر لگتے ہیں۔ بعض میلوں کا تعلق موسم کی تبدیلی سے ہوتا ہے۔

میلا چراغاں

ان میلوں میں لاہور کا میلا چراغاں خاص طور پر مشہور ہے۔ اسے دیکھنے کے لیے لوگ دور دور سے بڑے شوق سے آتے ہیں۔ یہ میلا لگاتار تین دن تک جاری رہتا ہے اور ہر سال ۳۰، ۲۹ اور ۳۱ مارچ کو لگتا ہے۔ یہ میلا باغبان پورہ کے قریب مادھولال حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لگتا ہے۔ اس موقع پر لاہور میں مقامی چھٹی ہوتی ہے۔

میلے کی سیر کا پروگرام

اس سال مجھے اپنے چند دوستوں کے ہمراہ یہ تاریخی میلا دیکھنے کا موقع ملا۔ سکول میں چھٹی تھی۔ میلے کا دوسرا دن تھا، اس لیے خوب رونق تھی۔ ہم بس میں سوار ہو کر شالامار باغ کی طرف چل دیے۔ ہماری طرح اور بھی بہت سے لوگ بسوں، ویگنوں، تانگوں، ریڑھوں اور سائیکلوں پر میلا دیکھنے جا رہے تھے۔ اپنی منزل پر پہنچ کر ہم نے سب سے پہلے مادھولال حسین کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔

قوالی کا لطف

ہم نے دیکھا کہ ایک طرف قوالی ہو رہی ہے۔ لوگ بڑے شوق سے قوالی سن رہے تھے۔ بعض لوگوں پر وجد طاری تھا۔ ہم بھی کچھ دیر کے لیے قوالی کی اس محفل میں بیٹھ گئے اور قوالی سے خوب لطف اٹھایا۔ قوال علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی غزل لہک لہک کر گا رہے تھے

ڈھول اور چمٹا

قوالی سننے کے بعد ہم ایک ہجوم کی طرف بڑھے۔ جگہ جگہ مختلف ٹولیاں ڈھول کی تھاپ پر بھنگڑا ڈال رہی تھیں۔ کہیں چمٹا بج رہا تھا اور اس کی دھنوں پر پر لطف گیت گائے جا رہے تھے۔ یہ ایک عجیب منظر عام تھا۔ ہم نے اس سے خوب لطف اٹھایا۔

موت کا کنواں

ہم ذرا آگے بڑھے تو ایک طرف موت کا کنواں نظر آیا۔ لوگ دھڑا دھڑ ٹکٹ خرید رہے تھے۔ ہم نے بھی ٹکٹ خریدے اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر کے حصے میں پہنچ گئے۔ کچھ دیر بعد موت کا کھیل شروع ہوا۔ ایک نوجوان موٹر سائیکل پر سوار پوری رفتار سے کنوئیں کی دیوار پر دوڑ رہا تھا اور لکڑی کا پورا کنواں بری طرح لرز رہا تھا۔ ہمارے دل دہل رہے تھے ذرا سی بے احتیاطی اس نوجوان کے لیے موت کا سبب بن سکتی تھی۔

سرکس

ہم ذرا آگے بڑھے تو ایک طرف سرکس کا بورڈ نظر آیا۔ ہم نے اس سرکس کی بہت شہرت سن رکھی تھی۔ اس کے گیٹ پر بے حد ہجوم تھا ہم نے بڑی مشکل سے ٹکٹ خریدے اور سرکس کے اندر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد سرکس کے مختلف کھیل، کرتب اور تماشے شروع ہوئے۔ ہم نے ہاتھی، ریچھوں اور ببر شیروں کے کرتب سے بہت لطف اٹھایا۔ جمناسٹک کے کرتب بھی بہت دلچسپ تھے۔ کچھ مسخرے لوگوں کو ہنسا بھی رہے تھے۔

رنگارنگ دکانیں

اب ہمیں بھوک ستانے لگی تھی۔ ہم ذرا آگے بڑھے تو سامنے ایک بازار نظر آیا جو دور تک چلا گیا تھا۔ حلوائیوں کی دکانوں میں رنگارنگ مٹھائیاں سجی ہوئی تھیں اور بھی طرح طرح کے پکوان تھے۔ تماشائی دھڑا دھڑ مٹھائیاں اور پکوان خرید رہے تھے۔ ہم نے بھی کچھ مٹھائیاں اور پکوان خریدے۔ ہم نے گھر والوں کے لیے بھی مٹھائی کا ایک ڈبا خریدا۔

شوقِ خریداری

میلے میں اور بھی مختلف دکانیں سجی ہوئی تھیں۔ جہاں سے لوگ اپنی اپنی پسند اور ضرورت کے مطابق چیزیں خرید رہے تھے۔ عورتیں اپنے گھریلو استعمال کی چیزیں خرید رہی تھیں۔ لوگ بچوں کے کھلونے اور کھیلوں کا سامان بڑھ چڑھ کر خرید رہے تھے۔ ہم نے بھی اپنے بہن بھائیوں کے لیے کچھ کھلونے اور کھیل کا سامان خریدا۔

ہوٹل اور گانے

میلے میں بہت سے ہوٹل بھی چل رہے تھے۔ جہاں تماشائیوں کے لیے طرح طرح کے کھانوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ یہ ہوٹل ان لوگوں کے لیے بہت کشش رکھتے تھے، جو دور دراز

سے آئے تھے اور جن کا شہر میں کوئی رشتہ دار نہ تھا ان ہوٹلوں میں مختلف گانوں کی ریکارڈنگ ہو رہی تھی اور کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔

بندر کا تماشا

ہم ذرا آگے بڑھے تو ایک بھیڑ دیکھی۔ قریب جانے پر معلوم ہوا کہ بندر کا تماشا ہو رہا ہے۔ بندر والا ڈگڈگی بجا بجا کر لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہا تھا۔ بندر ایک ناراض خاوند کی نقل اتار رہا تھا۔ وہ اپنے ہاتھ پیچھے کی طرف باندھے ہوئے اکڑ کر چل رہا تھا اور اس کی ناک اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ چالاک بندر نے کچھ کرتب دکھائے اور ہم نے اس تماشے سے خوب لطف اٹھایا۔

آسمانی جھولے

ہم ذرا آگے بڑھے تو بڑے بڑے آسمانی جھولے دیکھے، لوگ ان پر بیٹھے ہوئے ہوا میں لہرا رہے تھے۔ جھولوں پر بیٹھ کر ایک عجیب سرور آتا تھا اور ہم پورے میلے کا منظر دیکھ سکتے تھے۔

چراغاں کا منظر

اب شام ہو رہی تھی۔ ہم بہت تھک چکے تھے۔ ابھی رات کو چراغاں کا منظر دیکھنا باقی تھا جو اس میلے کی ایک اہم رسم ہے۔ ہم نے کچھ وقت میلے میں گزارا۔ آخر رات آئی اور پورا ماحول روشنی سے جگمگا اٹھا۔ بجلی کے رنگا رنگ قمقموں سے سارا باغ بمع جگمگ کر رہا تھا۔ جب روشنی فواروں پر پڑتی تو محسوس ہوتا کہ جیسے پانی سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی ہیں۔ ہم نے اس نہایت دلکش منظر سے خوب لطف اٹھایا۔

گھروں کو واپسی

اب کافی دیر ہو چکی تھی۔ دیکھنے کو تو اور بھی بہت سی چیزیں تھیں لیکن اب ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہر سکتے تھے، اس لیے میلے کی دلچسپیوں کو چھوڑ کر گھروں کو واپس چل دیے۔ اس میلے کی یاد

بسی رہے گی۔

ورزش کے فائدے

اہمیت

مثل مشہور ہے کہ "جان ہے تو جہان ہے۔" اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کی صحت اچھی ہو تو وہ دنیا میں کامیاب زندگی بسر کرتا ہے۔ ترقی کرتا ہے۔ خوش وخرم رہتا ہے اور ہر کام جی لگا کر کرتا ہے لیکن جس شخص کی صحت اچھی نہ ہو، وہ ہمیشہ بیماری کا شکار رہتا ہے اور دنیا کا کوئی کام اچھی طرح انجام نہیں دے سکتا۔ وہ زندگی میں ناکام رہتا ہے اور اسے کبھی حقیقی مسرت اور خوشی حاصل نہیں ہوسکتی۔

تندرستی ہزار نعمت ہے

صحت اور تندرستی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے لیکن صحت و تندرستی کو قائم رکھنے کے لیے بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ جس طرح انسان خوراک کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح مناسب ورزش کے بغیر جسم کی نشوونما بھی نہیں ہوسکتی۔ صحت کو قائم رکھنے کے لیے ورزش ضروری ہے۔

ورزش کی ضرورت

صحت و تندرستی کو قائم رکھنے کے لیے ورزش بہت ضروری ہے۔ ورزش کرنے سے جسم کے اعضاء مضبوط ہوجاتے ہیں۔ انسان چست، چاق چوبند اور خوش وخرم رہتا ہے۔ ورزش سے غذا بھی اچھی طرح ہضم ہوکر جزوِ بدن بنتی ہے، بھوک خوب لگتی ہے، نیند آتی ہے اور انسان اپنے کام نہایت محنت اور مستعدی سے انجام دے سکتا ہے۔

انسانی جسم ایک مشین

انسان کا جسم ایک مشین کی مانند ہے۔ اگر مشین کے کل پرزوں کو تیل ملتا رہے اور ان کی صفائی ہوتی رہے تو مشین خوب کام کرتی ہے۔ اسی طرح انسانی جسم کے اعضاء کو صاف اور مضبوط رکھنے کے لیے ورزش نہایت ضروری ہے۔ ورزش کرنے سے خوب پسینا آتا ہے اور جسم ہر قسم کے میل کچیل سے پاک ہوجاتا ہے۔

ورزش نہ کرنے کا نقصان

جو شخص ورزش نہیں کرتا وہ کاہل اور سست رہتا ہے۔ اس کی غذا اچھی طرح ہضم نہیں

ہوتی اور کھٹی ڈکاریں آتی رہتی ہیں۔ اس طرح غذا ہضم ہو کر جزو بدن نہیں بنتی اور وہ طرح طرح کی بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔

کھلاڑی کی مثال

ایک کھلاڑی کو دیکھیے۔ وہ مختلف کھیل کھیلتا ہے۔ اس طرح اس کی خوب ورزش ہو جاتی ہے۔ وہ چست اور چاق چوبند رہتا ہے اور اس کا جسم ٹھوس اور مضبوط ہوتا ہے۔ اس کی صحت پر سب رشک کرتے ہیں اور وہ صحیح معنی میں زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔

فوج کی مثال

فوج کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ چونکہ فوج سے باقاعدگی کے ساتھ پریڈ کرائی جاتی ہے اور اسے کسی نہ کسی عملی کام میں مشغول رکھا جاتا ہے۔ اس لیے فوج ہر وقت کسی مہم یا جنگ کے لیے تیار رہتی ہے۔ اگر فوج اتنی ورزش یا مشقت نہ کرے تو وہ کاہلی اور سستی کا شکار رہے گی اور اس کے نتیجے میں کوئی کارنامہ انجام نہیں دے سکے گی۔

پہلوان کی مثال

پہلوان کو دیکھیے وہ بڑی مقدار میں عمدہ خوراک کھاتا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سخت سخت مشقت اور ورزش کرتا ہے وہ روزانہ سیکڑوں بیٹھکیں نکالتا ہے، ڈنٹر پیلتا ہے اور وزن اٹھاتا ہے اور پھر اکھاڑے میں زور آزمائی کرتا ہے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو کبھی پہلوانی نہیں کر سکتا۔

مزدور کی مثال

اسی طرح ایک مزدور کو دیکھیے وہ بڑی محنت ومشقت کی زندگی بسر کرتا ہے۔ اس طرح اس کی خوب ورزش ہو جاتی ہے۔ وہ سادہ زندگی بسر کرتا ہے اور چاق چوبند اور خوش وخرم رہتا ہے۔

ورزش کی قسمیں

ورزش کی کئی قسمیں ہیں۔ بہترین ورزش وہ ہے جس میں پورا جسم حرکت کرے۔ پیدل چلنا، کھلے میدان میں دوڑنا، تیرنا، ڈنٹر پیلنا، کبڈی کھیلنا اور کشتی لڑنا بہت عمدہ ورزشیں ہیں۔ اسی طرح مختلف کھیلوں مثلاً بیڈمنٹن، فٹ بال، ہاکی، کرکٹ اور باسکٹ بال وغیرہ کے ذریعے سے بھی خوب ورزش ہو جاتی ہے۔

۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان کی صحت
ق کرتا ہے۔ خوش وخرم رہتا ہے اور ہر کام جی
شہ بیماری کا شکار رہتا ہے اور دنیا کا کوئی کام
رہتا ہے اور اسے کبھی حقیقی مسرت اور خوشی

ہے لیکن صحت وتندرستی کو قائم رکھنے کے
ک کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح
قائم رکھنے کے لیے ورزش ضروری ہے۔

ضروری ہے۔ ورزش کرنے سے جسم
اور خوش وخرم رہتا ہے۔ ورزش سے
تی ہے، نیند آتی ہے اور انسان اپنے

ں پرزوں کو تیل ملتا رہے اور ان کی
سم کے اعضاء کو صاف اور مضبوط
ب پسینا آتا ہے اور جسم ہر قسم کے

ں کی غذا اچھی طرح ہضم نہیں

using an exponent.

(ii) 81 (iii) −625

(v) 8/… (vi) −1/…

باقاعدگی

ورزش میں باقاعدگی ضروری ہے۔ اگر کبھی کبھار ورزش کی جائے تو اس کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اس سے نقصان ہوتا ہے۔

ورزش کا وقت

ورزش کرنے کے لیے صبح یا شام کا وقت نہایت موزوں ہے۔ کھانا کھانے کے بعد ورزش کرنا نقصان دہ ہے۔ اسی طرح شدید گرمی اور سخت سردی میں بھی ورزش نہیں کرنی چاہیے۔ اپنے آپ کو گرمی اور سردی کی شدت سے بچا کر رکھنا چاہیے۔

طالب علم کی مثال

جو طالب علم پڑھائی کے ساتھ ساتھ ورزش بھی کرتا ہے۔ اس کی صحت قائم رہتی ہے لیکن جو طالب علم ورزش نہیں کرتا اور ہر وقت کتابی کیڑا بنا رہتا ہے۔ وہ اکثر بیمار رہتا ہے۔